OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کے اہم خصائص کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of important features of social life in the Ottoman Caliphate

Dr. Shagufta Naveed*
Lecturer Department of Islamic Studies, Gift University, Gujranwala.

Riyasat Ali**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat.

Abstract

Islam is a complete code of life that guides all spheres of life, be it cultural, military, political, social or economic. It encourages people to live together. In order to realize this goal, the Prophet of Islam laid a solid basis for the establishment of Islamic society. He presented the best example to the Ummah which is a guide for every individual of human society. It created an Islamic, reformist, benevolent, compassionate, and humanitarian society. Due to this, unforgettable changes took place in the lives of the Companions. After that, Islamic civilization expanded. In Muslim History, Muslims set the best examples in food, clothing, manners, ethics, linguistics, customs, hospitality, honesty and integrity. During the Ottoman Caliphate, Muslims continued this cultural tradition. Social life was multifaceted during this period. Parents were respected. Simplicity was preferred. Great care was taken for cleanliness. Hospitality was given with great enthusiasm. All forms of alcohol were avoided. Theft and robbery were very rare. Women were looked upon with respect. Hanafi jurisprudence was followed religiously. In this context, it can be said that social life was ideal in the Ottoman Caliphate. They were the pioneer of the best Islamic civilization. They have played an outstanding and unique role in the development of Islamic civilization. There is a need to describe the features and characteristics of the social life of this period in the light of these historical facts so as to pave the way for its use in the present period. This topic of research has been chosen to meet this intellectual and cultural need.

Keywords: *Islam, Islamic Civilization, Muslim History, Social Life, Ottoman Caliphate*.

1۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو تہذیبی، تمدنی، عسکری، سیاسی، سماجی اور معاشی ایسے تمام شُعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں مل جل کر زندگی گزارنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اسلامی مُعاشرہ کے قیام کے لیے بہترین اور مضبوط بُنیادیں فراہم کیں، آپ ﷺ نے اپنا اُسوۂ حسنہ اُمت کے سامنے پیش کیا جو انسانی سماج کے ہر فرد کے لیے رہنمائی کرتا ہے۔ اس سے ایک اسلامی، اصلاحی، خیر خواہی، ہمدردی، اور انسان دوستی پر مبنی مُعاشرہ معرّضِ وجود میں آیا۔ حالانکہ اُس وقت شرم و حیا کا کوئی تصور نہیں تھا، دورانِ حج طواف بھی برہنہ حالت میں کیا جاتا تھا، لباس صرف موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، انسانی حقوق کا کوئی آئین اور دستور نہیں تھا۔ قتل و غارت، فتنہ و فساد، چوری اور ڈاکہ زنی ایسے معاشرتی جرائم کا سلسلہ جاری تھا۔ اس پسِ منظر میں پیغمبرِ اسلام ﷺ کی جد و جہد عالمِ دنیا میں قابلِ تقلید ہے۔ اس کے باعث صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں ناقابلِ فراموش ایسی تبدیلیاں آئیں کہ اُنھوں نے جس طرف رُخ کیا معاشرے کو یکسر بدل دیا۔ اُن کے طرزِ معاشرت، اخلاقیات، لباس، رسم و رواج اور بات چیت کے انداز تک تبدیل ہوگئے۔ عہدِ نبوی اور عہدِ خلفاءِ راشدین (11-40ھ) کے بعد مختلف اقوام کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے باعث اسلامی تہذیب و تمدن میں وسعت و کشادگی پیدا ہوئی۔ عہد بنو امیہ (41-132ھ) اور عہدِ بنو عباس (132-656ھ) میں مسلمانوں کی مُعاشرت ایک منفرد اور ممتاز نوعیت کی تھی، وہ اپنی خوراک، لباس، وضع قطع، اخلاقیات، لسانیات، رسم و رواج، مہمان نوازی، والدین کا ادب واحترام، راست گوئی اور دیانت داری میں مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ (1299ء-1922ء) میں مسلمانوں نے اسی تہذیب و تمدن کو جاری رکھا، اُس کے مظاہر ہمیں خوراک، لباس اور لسانیات میں نظر آتے ہیں۔

تاریخِ اسلام میں خلافتِ عثمانیہ کو بلند مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ سلطان عثمان نے اس سلطنت کی 1299ء میں بُنیاد رکھی، اس کی نسبت سے اسے خلافتِ عثمانیہ کا نام دیا گیا، یہ عظیم الشان سلطنت تقریباً چھ سو سال قائم رہی۔ عروج کے زمانے میں جنوب مشرقی یورپ، مشرقِ وسطی اور شمالی افریقہ اس کے زیرِ نگیں تھے۔ اس کے باشدوں میں ترکی، کُردستان، البانیہ، یونان، شام، عراق، عرب، یمن، یورپ اور افریقہ شامل تھے، یہ تمام لوگ اپنی خاص زبانیں، عقائد، رسم و رواج اور تہذیب و تمدن رکھتے تھے، اس پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کی تہذیب و تمدن، طرزِ معاشرت اور سماجی زندگی کثیر جہتی حیثیت کی حامل تھی۔ اس تہذیبی دور میں والدین کے عزت و وقار اور اُن کی خدمت کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا، اساتذہ اور بڑوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں سے شفقت کی جاتی تھی، تصنّع اور تکلُّفات سے گریز کیا جاتا تھا، سادگی کو ترجیح دی جاتی تھی، عمارتوں میں شان و شوکت سے پرہیز اور اجتناب کیا جاتا تھا، مکانات بڑے وسیع و کشادہ اور ہوادار رکھے جاتے تھے، گھروں کے صحن میں درخت اور باغیچے لگائے جاتے تھے، زمینوں میں باقاعدہ باغات لگائے جاتے تھے، حمام اور قہوہ خانے قائم کیے گئے تھے، کھانے پینے میں اعتدال اور کفایت شعاری اپنائی جاتی تھی، صفائی ستھرائی اور طہارت و پاکیزگی کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا، مہمان نوازی بڑے جذبے اور ذوق سے کی جاتی تھی، علماء و مشائخ، بزرگانِ دین اور صوفیاء کی بڑی قدر کی جاتی تھی، ہر قسم کی شراب نوشی سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ چوری، لوٹ مار، راہزنی اور ڈاکہ زنی ایسی بہت کم بُرائیاں

پائی جاتی تھیں، خواتین کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، وہ بغیر کسی خوف وخطر کے سڑکوں پر آ جاسکتی تھیں، وہ اپنی شرم وحیاء کا بڑا خیال رکھا کرتی تھیں، بغیر حجاب کے باہر نہیں نکلتی تھی، غریب ونادار طبقہ لوگوں میں ایک ہی شادی کا رواج تھا، امراء و دولت مند لوگوں کے ہاں ایک سے زیادہ بھی شادیاں بھی کی جاتی تھیں، غلام اور کنیزیں رکھنے کی رواج تھا، مذہبی اعتبار سے فقہ حنفی کی پیروی کی جاتی تھی۔اس تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی مثالی حیثیت کی تھی، وہ ایک بہترین اسلامی تہذیب کے امین اور علمبردار تھے، اُنہوں نے اسلامی تہذیب کے ارتقاء اور ترقی میں شاندار اور بے نظیر کردار ادا کیا ہے۔[1] ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تاریخی حقائق کی روشنی میں اس دور کی سماجی زندگی کے خصائص اور اوصاف بیان کیے جائیں تاکہ موجودہ دور میں اس سے استفادہ کی راہیں ہموار ہو سکیں۔اس علمی و فکری اور تہذیبی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے موضوع تحقیق کے طور پر "عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کے اہم خصائص کا تجزیاتی مطالعہ "کا انتخاب کیا گیا ہے۔مقالہ ہذا کو تین اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔جُزو میں موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر واضح کیا گیا ہے اور مقالہ کے مختلف اجزاء کی داخلی تقسیم وترتیب واضح کی گئی ہے۔دوسرے جُزو میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کے اہم خصائص بیان کیے گئے ہیں۔تیسرے جُزو میں خُلاصۂ بحث تحریر کیا گیا ہے۔

2۔عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کے اہم خصائص

عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی بڑی نُمایاں حیثیت کی حامل تھی۔اس فکری و تہذیبی دور میں والدین کے ادب واحترام اور اُن کی خدمت کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا، عمارتوں میں شان و شوکت سے پرہیز اور اجتناب کیا جاتا تھا، مکانات بڑے وسیع اور کشادہ رکھے جاتے تھے، گھروں کے صحن میں درخت لگائے جاتے تھے، باغات، حماموں اور قہوہ خانوں کا اہتمام کیا جاتا تھا، کھانے پینے میں کفایت شعاری اپنائی جاتی تھی، صفائی ستھرائی کا بڑا خیال رکھا جاتا تھا، مہمان نوازی بڑے شوق کی جاتی تھی، علماء اور صوفیاء کی بڑی قدر کی جاتی تھی، ہر قسم کی شراب سے اجتناب کیا جاتا تھا، چوری اور ڈاکہ زنی جیسی بُرائیاں نہیں پائی جاتی تھیں، خواتین بغیر کسی خوف وخطر کے سڑکوں پر آ جاسکتی تھیں، غریب طبقہ لوگوں میں ایک ہی شادی کا رواج تھا، دولت مند لوگوں کے ہاں ایک سے زیادہ بھی شادیاں بھی کی جاتی تھیں، غلام اور کنیزیں رکھنے کی رسومات تھیں، خواتین شرم وحیاء کا بڑا خیال رکھا کرتی تھیں، بغیر حجاب کے باہر نہیں نکلتی تھی، مذہبی اعتبار سے فقہ حنفی کی پیروی کی جاتی تھی۔مرورِ زمانہ اور حالات وواقعات کی تبدیلی سے عثمانیوں کی سماجی زندگی متفرق حیثیت رکھتی تھی۔ابتدائی معاشرت میں سادگی پائی جاتی تھی،جبکہ دور اصلاحات میں جدّت پسندی پائی جاتی تھی۔ابتدائی مُعاشرت میں جرات و بہادری، رحم دلی اور خیر خواہی کے اوصاف سے متصف تھے، دورِ زوال میں سہل پسندی اور عیش وعشرت میں مبتلا تھے۔ مطلب یہ ہے کہ آخیر دور میں ترکوں کی سماجی زندگی میں امیر اور غریب کے درمیان دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔اُن کی سماجی زندگی کے نُمایاں خصائص حسب ذیل ہیں:

i۔ مہمان نوازی

اسلام میں مہمان نوازی کی بڑی اہمیت ہے، اسلامی تعلیمات میں اس کے آداب و ضوابط اور اصول و قواعد متعین کیے گئے ہیں، اس کی بھر پور ترغیب وترہیب بیان کی گئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ تاریخِ اسلام میں مسلموں کی اس حوالے سے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ وہ مہمان نوازی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں رہتے تھے۔اس ضمن میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ کی سماجی زندگی ان خصائص اور اوصاف سے متصف تھی، اس تہذیبی دور میں آنے والے مہمانوں کا پُرجوش طریقے سے استقبال کیا جاتا تھا، یہ بالخصوص دیہاتیوں کی فطرت و جبلت میں شامل تھا، اُن کی خاطر و تواضع کرنے کا اُنہیں عشق ہوتا تھا، ہر علاقے میں مہمان نوازی کے انداز و اطوار مختلف تھے، جو تکلیف اس کی وجہ سے ہوتی تھی اُس کے صلہ میں کسی قسم کی امید نہیں کرتے تھے۔[2] سلطنت کے تمام علاقہ جات کے لوگ مہمانوں کی خدمت سرانجام دینا اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔اس حوالے سے شبلی نعمانی کا تبصرہ کسی دلچسپی سے خالی نہیں ہو:

> "فیاضی اور مہمان نوازی ترکوں کی عام صفت ہے اور نہایت ادنی درجہ کے لوگ بھی نہایت سیر چشم اور فیاض ہیں، یہ عام طریقہ ہے کہ دو چار چشم آشنا کسی ہوٹل یا قہوہ خانہ میں اتفاق سے مل گئے تو قہوہ وغیرہ میں جو کچھ خرچ ہوگا ایک شخص کی طرف سے دے گا، گویا تمام لوگ اس شخص کے مہمان ہوتے ہیں اور وہ میزبان ہوتا ہے۔"[3]

مولانا شبلی نعمانی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں مہمان کے اعزاز و اکرام کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا، بڑے خوبصورت انداز سے آنے والوں کو خوش آمدید کہا جاتا تھا، یہ مہذب و شائستہ قوموں کا شعار ہوتا ہے۔

ii۔ صفائی و نفاست پسندی

اسلامی تعلیمات میں طہارت و پاکیزگی پر بڑا زور دیا گیا ہے،[4] ہماری عملی زندگی میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے، فطری اعتبار سے ہر انسان صفائی پسند ہوتا ہے۔اس حوالے سے عہدِ خلافت عثمانیہ میں سماجی زندگی کے عملی مظاہر کی بہت سی مثالیں کتبِ تاریخ میں موجود ہیں۔اس عہد میں امیر، غریب اور مختلف طبقات کے لوگوں کی معاشرتی زندگی میں کافی حد تک فرق موجود تھا، لیکن صفائی و ستھرائی کے معاملات میں سب ایک ہی مکتب کے شاگرد تھے، مولانا شبلی نعمانی نے کچھ عرصہ خلافت عثمانیہ میں قیام کیا، اُنہوں نے اس دوران اُن کی سماجی زندگی کے اس پہلو کو قریب سے دیکھا، وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ترکوں کی معاشرت کا طریقہ نہایت پسندیدہ اور قابل تقلید ہے، امراء اور معزز عہدے دار ایک طرف معمولی حیثیت کا آدمی بھی جس صفائی اور خوش سلیقگی سے زندگی بسر کرتا ہے، ہمارے ملک میں بڑے بڑے امیروں کو وہ بات نصیب نہیں، میں نے دس ہزار کے تنخواہ سے لے کر بیس روپیہ کی آمدنی والوں تک کے مکانات دیکھے ہیں، اگرچہ دونوں میں نہایت تفاوت تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا، تاہم خوش سلیقگی اور ترتیب و صفائی میں برابر تھے۔[5]"

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے رہن سہن کا انداز نہایت عُمدہ اور قابل تعریف و تقلید تھا۔ ایک معمولی شخص بھی خوش اُسلوبی اور سلیقے سے سادہ اور صاف سُتھری زندگی گزارتا تھا۔ سر ایڈوین پیرس (Sir Edwin Pears) ایک عرصہ ترکی میں رہا ہے، وہ ان چیزوں کا چشم دید گواہ ہے، وہ اُن کی جسمانی طہارت اور پرہیزگاری کے حوالے سے لکھتا ہے:

> "It may justly be claimed that the religion of Islam has made or kept the Anatolians a Sober race. I mention this first, not because of its importance, but because sobriety is one of the characteristics which at once attracts the attention of European travelers. The great mass of Muslims in Turkey are total abstainers from every kind of alcoholic drink. Islam has made them a physically clean people. A prayer has to be said at least five times a day. Before each of these services of adoration the face, feet, hands and arms up to the elbow must be washed. So completely is the rule followed that if, as in the desert, water is not to be had, the form of washing is gone through with sand. The prayer-place, whether at home or in a mosque, must be scrupulously clean. The teaching in regard to physical defilement, which requires the wash of the whole body on certain occasion, of the hands before meals; the constant cleaning of their house, and purification of the person, have created the habit of cleanliness. One struck by remarkable cleanliness of the interior of the poorest Turkish house. Am I a Turk that I should be always washing myself, said a Christion peasant, when asked in a village café if he would not like to wash before starting on his journey."[6]

"اس کا دعویٰ بجا طور پر کیا جاسکتا ہے کہ اسلام نے اناطولیہ کے ترکوں کو ایک پرہیزگار قوم بنا دیا ہے، میں اس کا ذکر شروع ہی میں اس کی اہمیت کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ اس وجہ سے کرتا ہوں کہ ان کا شراب سے پرہیز کرنا مجملہ ان خصوصیات کے ہے جو فوراً یورپین سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں، ترکی میں مسلمانوں کی بڑی اکثریت ہر قسم کی شراب سے کامل اجتناب کرتی ہے، اسلام نے انہیں جسمانی حیثیت سے بھی ایک صاف ستھری قوم بنایا ہے، ان کو دن میں کم از کم پانچ مرتبہ نماز پڑھنی پڑتی ہے، اور ہر نماز سے پہلے دونوں ہاتھ، چہرہ، کہنیوں تک بازو اور پیر دھونا ضروری ہے، اس قاعدہ کی پابندی اتنی سختی سے کی جاتی ہے کہ اگر پانی میسر نہ آئے جیسے ریگستانوں میں تو اس وقت بجائے وضو کے تیمّم کرنا پڑتا ہے، نماز کی جگہ خواہ گھر میں ہوں یا مسجد میں پاک اور طاہر ہونا ضروری ہے، بعض حالتوں میں نجاست سے پاک کرنے کے لیے پورے جسم کو دھونے کی تعلیم، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا، ہمیشہ اپنے گھروں اور جسموں کو صاف ستھرا رکھنا، ان چیزوں نے ان میں صفائی کی عادت پیدا کر دی ہے، غریب سے غریب ترکی گھر کی غیر معمولی صفائی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، جب ایک عیسائی کسان سے پوچھا گیا کہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کیا وہ پسند نہیں کرتا کہ ہاتھ منھ دھو ڈالے تو اس نے جواب دیا کہ میں کوئی ترک ہوں کہ ہمیشہ اپنے کو دھوتا رہوں۔"

تُرک صفائی کے اعتبار سے بہت معروف تھے، جسمانی صفائی کے ساتھ طہارت کا بھی بہت خیال رکھتے تھے، اُن کی جرات و بہادری پوری دُنیا میں مشہور تھی، اُس کے پیچھے یہی راز تھا کہ وہ صاف ستھرا رہتے تھے، اور کھلی ہوا میں رہنا زیادہ محبوب رکھتے تھے، صاف رہنے سے صحت، طاقت، ہمت، جرات اور بہادری پیدا ہوتی ہے۔

iii۔ تصنّع اور تکلّف سے اجتناب

اسلام نے شُعبۂ ہائے زندگی میں سادگی کی تلقین کی ہے، نُمود و نمائش اور تفاخُر سے منع کیا ہے۔[7] عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کا ایک نُمایاں پہلو سادگی تھا، ہر طرح کے تکلّفات اور تصنّع سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ لباس اور مکانات کے حوالے میں شان و شوکت کو پسند نہیں کیا جاتا تھا، مکانات کے بارے میں ایسے ہی خیال کیا جاتا تھا جیسا کہ ایک مسافر سرائے کے بارے میں سوچتا اور سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کوئی بھی دولت مند ایسا نہیں ہوتا تھا، جس کے مکانات بڑے عالی مرتبہ ہوں، سلیمان اعظم قانونی کا زمانہ سلطنتِ عثمانیہ کے عروج کا دور تھا، اُس وقت بھی اُن کی سادگی تعجب خیز تھی، بڑے بڑے وزراء وامراء بازار میں معمولی حیثیت نکلتے تھے۔ چنانچہ رشید اختر ندوی بانئ سلطنتِ عثمانیہ سلطان عثمان کے طرزِ معاشرت میں سادگی اور کفایت شعاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "جب سلطان عثمان نے ینی شہر فتح کیا، تو گویا یونانیوں کا ایک بڑا مرکز تھا اور وہاں محلات کی کمی نہ تھی، مگر اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک بڑا ہی سادہ سا مکان چُنا۔ اس مکان میں وہ ایک درویش مجاہد کی طرح زندگی گزراتا۔ اس کے دستر خوان پر اور اس کے مکان میں کبھی تعیش کا کوئی سامان موجود نہ ہوا۔ اس کے ہاں نہ چاندی کے برتن تھے نہ سونے کے۔ اس کے انتقال کے وقت اس کے اس مکان سے ایک سُوتی عمامہ، لکڑی کے دو چمچے۔ ایک نمک دان اور ایک دیگچی کے سوا کچھ نہ تھا۔"[8]

جب حکمران اپنی رعایا کے سامنے قابلِ تقلید نمونہ پیش کرنے والے ہوں، اُن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، خوفِ خدا، خشیتِ الٰہی اور فکرِ آخرت دامن گیر ہو، تو ایسے حکمرانوں کے لیے رعایا جان بھی قربان کرنے کو تیار ہوتی ہے، اُن کا دست و بازو بن اُن کے مشن اور مقاصد کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتی ہے۔ عثمانی خلفاء نے اپنی انہی خصوصیات اور اوصاف کی بُنیاد پر تقریباً چھ سو سال کے عرصہ تک حکمرانی کی ہے۔ سلطان عثمان کے جانشین حکمرانوں نے اپنے اسلاف اور آباؤاجداد کی ان روایات اپنایا ہوا تھا۔

iv۔ اعلیٰ اخلاق و کردار

عُمدہ اخلاق اور اعلیٰ کردار قوموں کے سنورنے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ساری سربلندیاں، عظمتیں اور رفعتیں صرف اخلاق و کردار کی بلندی سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ جو قومیں حُسن اخلاق اور اچھے کردار سے عاری ہو جاتی ہیں، وہ دنیا میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں، بلکہ اُن کا مقدر ہمیشہ تباہی و بربادی ہی ہوتا ہے۔ جو قومیں عُمدہ رویوں سے مزین ہوتی ہیں، مشیتِ الٰہی ان کو سلطنت کے شاندار انعامات و کرامات سے سرفراز کرتی ہے۔[9] اس ضمن میں ترک قوم

بڑی اہمیت کی حامل ہے، وہ اعلیٰ اخلاق و کردار سے متصف و آراستہ اور مزیّن تھے، انہی اوصاف کی بدولت اُن کو عالمِ اسلام کی نُمائندگی کا شرف حاصل رہا ہے، اور اُن کے اخلاق و عادات کی بہت سے مؤرخین نے تعریف کی ہے۔ مولانا شبلی نعمانی کا بیان ملاحظہ ہو:

"کچھ شبہ نہیں کہ ترکوں کے اخلاق نہایت وسیع اور فیاضانہ ہیں۔ غرور و نخوت، ترفع اور کم بینی، ان میں نام کو نہیں، امیر و غریب، مزدور و عہدہ دار، وضیع و شریف، جاہل و عالم، ہر درجہ کے لوگوں سے مجھ کو سابقہ پڑا، لیکن خوش اخلاقی اور فیاض طبعی میں گویا سب ایک ہی مکتب کے شاگرد اور ایک ہی سانچے کے ڈھلے تھے۔[10]"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک قوم اپنے اخلاق و کردار میں وسیع الظرف اور عُمدہ شخصیت کے مالک تھی، اُن کے اخلاق و عادات کے چرچے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ ان میں بہت سی ایسی خوبیاں تھیں، جو باقی اقوام سے اُن کو ممتاز کرتی ہیں، اُن میں مقام و مرتبہ کی وجہ سے غرور و تکبر جیسی خامیاں بالکل نہیں پائی جاتی تھیں، کوئی امیر ہو یا غریب، مزدور ہو یا کوئی بڑے عہدے کا مالک اور عالم ہو یا جاہل ہر طبقہ کے لوگ عُمدہ اوصاف سے مزین تھے۔ جھوٹ کی دینِ اسلام میں بھرپور مذمت کی گئی ہے، جھوٹ جیسی بد اخلاقی عادت کا سہارا لینے والی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی، ترکوں کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، سچائی کا دامن ہمیشہ مضبوطی سے تھامے رکھتے تھے۔[11] آج دنیا کی بہت سی قومیں ایسی ہیں، جن کے اخلاق کا جنازہ نکل چکا ہے مگر ترکوں کے اخلاق و کردار کی اعلیٰ و ارفع خوبیاں یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ حقیقت میں ایک عظیم قوم تھی۔

v۔ اسلامی تہذیبی لباس

اسلام میں لباس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اچھا اور مناسب لباس ہی انسان کی شخصیت میں نکھار پیدا کرتا ہے، ہر قوم اپنے قومی لباس پر فخر کرتی ہے، اس لیے کہ لباس کسی قوم کی تہذیب کی علامت ہوتا ہے۔ تُرکوں کا لباس بھی اُن کے لیے ایک خاص علامت اور پہچان تھا۔ ہر ملک اور قوم کی موسم کے لحاظ سے الگ الگ ضروریات ہوتی ہیں، کسی علاقے میں سخت ترین گرمی ہوتی ہے، کسی جگہ شدید سردی ہوتی ہیں، کسی جگہ موسم معتدل ہوتا ہے۔ گرم و سرد علاقہ جات کے لوگوں کے لباس میں فرق پایا جاتا ہے، البتہ کچھ لباس ہر قوم کی پہچان ہوتے ہیں، اُن کو خاص تہواروں پر پہنا جاتا ہے۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ کے قومی لباس میں واسکوٹ اور ٹوپی بڑی اہمیت رکھتی تھیں، لیکن دورِ جدید میں یورپین لباس سے متاثر نظر آتے ہیں، اس حوالے سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"ترکوں کا لباس اور وضع بالکل یورپین ہے، ظاہری ہئیت سے کسی شخص کا مسلمان یا عیسائی ہونا معلوم نہیں ہو سکتا، لال ٹوپی جو ترکوں کا امتیازی لباس ہو سکتا تھا، عیسائی اور یہودی سب ہی استعمال کرتے تھے اور اس وجہ سے دونوں قوموں میں امتیاز کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، یہ طریقہ ایک اعتبار سے تو اچھا تھا کیونکہ مختلف قوموں میں اختلاف کے آثار جس قدر مٹتے جائیں تمدن کے لیے مفید ہے، تعجب یہ ہے کہ یہاں مذہبی گروہ یعنی علماء اور مدرسین یورپ کے اثرات سے نہ بچ سکے، ان کے پاجاموں میں پتلون کی طرح بٹن ہوتے ہیں، صرف یہ فرق ہے کہ اوپر گھیر ہوتا ہے اور خوبصورتی کے ساتھ چونٹیں ہوتی ہیں، قمیض یا اچکن کی بجائے صرف واسکوٹ ہوتا ہے، واسکوٹ کے اوپر عبا یہ پہنتے ہیں، یہی امتیازی علامت ہے جو اُن کو دوسرے آدمیوں سے الگ کرتی ہے، ترکی ٹوپی عموماً یہ لوگ ہی استعمال کرتے ہیں۔"

اس وقت دُنیا میں جتنے بھی مدرسے، سکول، کالج اور یونیورسٹیاں موجود ہیں، اُن کا ایک مخصوص لباس ہے، ہماری ہاں اُس کو یونیفارم کہا جاتا ہے۔ تُرکوں کے قائم کردہ مدارس اور سکولوں میں جہاں نصاب کے انتخاب میں جدت پائی جاتی تھی، وہاں طالب علموں کے لباس میں بھی جدّت تھی، سفید لباس پر سیاہ کوٹ پہنتے تھے، اُن کے کوٹ کے گریبانوں پر سُنہری کلائیوں میں کالج اور سکول کا نام لکھا ہوتا تھا۔ عورتیں عموماً ریشمی اور مخمل کے کپڑے پہننا پسند کرتی تھیں۔

vi۔ قومی کھانے

کھانا انسان کی ایک اہم ضرورت اور سرگرمی ہے، اس کو عزت واحترام اور اہتمام کے ساتھ سرانجام دینا نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سماجیاتِ اسلام میں کھانا کھانے کے اخلاقی اصول وضواعد اور آداب متعین کیے گئے ہیں، یہ اصول ہی انسانی صحت و تندرستی کے ضامن ہیں۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کا یہ پہلو قابلِ ستائش ہے کہ اس دور میں کھانے پینے میں سادگی پسند اختیار کی جاتی تھی، کھانے والی چیزوں کے انتخاب میں طبّی فوائد کا لحاظ رکھا جاتا تھا، مزیدار اور مصالحہ جات والی چیزیں کھانے سے اجتناب کیا جاتا تھا، پُرتکلّف کھانوں میں مٹھائیاں، کیک، میٹھا کلچا، چاول اور گوشت کا استعمال کیا جاتا تھا، اُن کے ہاں ایک خاص نوعیت کا دودھ تیار ہوتا تھا، اس میں روٹی ڈال کر کھانا پسند کیا جاتا تھا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد عزیر کا بیان ملاحظہ ہو :

> "ترک کھانے پینے میں کفایت شعار ہیں کہ اگر روٹی، نمک اور لہسن یا پیاز مل جائے اور ایک قسم کا ترش دودھ جسے وہ برغورت کہتے ہیں، تو پھر ان کو اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ اس دودھ کو بہت ٹھنڈے پانی میں ملا کر روٹی کے ٹکڑے اس میں ڈال دیتے ہیں اور بہت گرمی اور پیاس کی حالت میں اسے کھاتے ہیں، ہم نے بھی اکثر گرمی میں اس سے بہت فائدہ محسوس کیا، یہ غذا نہ صرف خوش ذائقہ اور قابل ہضم ہوتی ہے، بلکہ اس میں پیاس بجھانے کی بھی ایک غیر معمولی خاصیت ہوتی ہے، تمام کارواں سراؤں میں ترش دودھ اور دوسری قسم کی مزیدار چیزیں کثرت سے فروخت ہوتی ہیں، کیونکہ ترک سفر کی حالت میں گرم کھانے اور گوشت کی ضرورت نہیں محسوس کرتے، ان کے ذائقہ کی چیزیں ترش دودھ، خشک آلو بخارہ، شفتالو، سفرجل، انجیر، منقی اور شاہ دانہ ہوتی ہیں۔ یہ سب چیزیں صاف پانی ابال کر مٹی کی بڑی بڑی کشتیوں میں رکھ دی جاتی ہیں، ہر شخص اپنی پسند کی چیز خریدتا ہے اور اس پھل کو روٹی کے ساتھ بطور چاٹ اور چٹنی کے کھالیتا ہے اور کھانے کے بعد بچا ہوا عرق پی لیتا ہے، اس طرح ان کی غذا میں بہت کم صرف ہوتا ہے، اتنا کم کہ شاید ہمارے ملک میں ایک آدمی اپنے کھانے پر جتنا ایک روز میں خرچ کرے گا اس سے کم میں ایک ترک بارہ روز تک کھالے گا، ان کی پُرتکلف دعوتوں میں بھی عموماً صرف کیک، میٹھا کلچا اور دوسری قسم کی مٹھائیاں ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ مختلف قسم کے چاول اور بھیڑ، بکری اور چوزے کا گوشت ہوتا ہے۔[12]"

اس اقتباس سے تُرکوں کی کی غذائیت سے متعلق رہنمائی ملتی ہے کہ کس قدر کھانے میں کفایت شعار تھے، کھانے سے تقویت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، اس بات کا شعور ترک اچھی طرح رکھتے تھے، زبان کا چسکا یا پیٹ بھرنا کوئی دانش مندی نہیں ہے، قابلِ ہضم غذائیں معدہ کے لیے مفید ثابت ہوتی ہیں، ترکوں کی تمام پسندیدہ غذائیں خوش ذائقہ اور قابل ہضم ہوتی تھی۔ عام دستور یہ تھا کہ

جب تمام لوگ میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ جاتے تھے تو نوکر آکر ہر شخص کے آگے کھانا رکھتا تھا، چھری اور کانٹے کا بھی استعمال کیا جاتا تھا، لیکن اکثر لوگ ہاتھ سے کھاتے ہیں، تعلیم یافتہ بالکل یورپین طریقے سے کھاتے تھے۔[13] مچھلی بڑے شوق سے کھائی جاتی تھی، مہمانوں کے لیے جو خاص کھانے تیار کیا جاتے تھے، اُن میں مچھلی کو بطور خاص ترجیح دی جاتی تھی، ناشتہ بہت معیاری کیا جاتا تھا، اُن کے ناشتہ کے حوالے سے ایک بیان ملاحظہ ہو:

> "A typical Turkish breakfast consists of freshly baked white bread or toast, a mild white cheese called beyaz peynir, that comes in an enormous variety of forms, black olives, jam (usually sour charry or strawberry), honey, and strong tea. Turks like to drink their tea with sugar, from elegant, handle less glass cups on glass, metal or porcelain saucers. Some years ago, a Turkish newspaper proudly reported that Turks drank more tea than the English.[14]"

> "ترکوں کے ایک عام ناشتے میں تازہ پکی ہوئی سفید روٹی یا ٹوسٹ شامل ہوتا ہے، ایک ہلکا سا سفید پنیر جسے بیاض پنیر کہا جاتا ہے، جو بہت سی طرح کی شکلوں، کالی زیتون، جام (عام طور پر کھٹی چیری یا اسٹرابیری)، شہد اور مضبوط چائے پر مشتمل ہوتا ہے۔ ترک اپنی چائے کو چینی کے ساتھ پینا پسند کرتے ہیں۔ خوبصورت شیشے، دھات یا چینی کے برتن اور گلاس استعمال کرتے ہیں۔ کچھ سال پہلے، ایک ترک اخبار نے فخر کے ساتھ یہ اطلاع دی تھی کہ ترک انگریزوں سے زیادہ چائے پیتے تھے"

تُرکوں کے کھانے میں جہاں نرم اور صحت رساں اشیاء موجود ہوتی تھیں، وہاں کھانا کھانے کے طریقے بھی سُلجھے ہوئے تھے، گھر کے تمام افراد مل کر کھانا کھاتے تھے، ہاتھ سے کھانا کھانے کو ترجیح دی جاتی تھی، قرآن وسنت میں اس کی تاکید کی گئی ہے، ہاتھ سے کھانے کے بہت سے طبّی فوائد بھی ہیں۔

vii۔ تہذیبی وثقافتی حمام اور قہوہ خانے

عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سماجی زندگی کا ایک اہم پہلو حمام اور قہوہ خانے ہیں۔ عام طور پر ہر مکان کے ساتھ حمام ہوتا تھا، وہ حمام جن میں ہر قسم کے لوگوں کا آنا جانا ہوتا تھا، وہ تمام شہروں اور خاص طور پر قسطنطنیہ میں بہت کثرت سے پائے جاتے تھے، ان کی فیس نہایت مناسب تھی، غریب عوام کے لیے مسجدوں اور رفاعی عمارتوں میں حمام بنوائے جاتے تھے جہاں لوگ مُفت غسل کرتے تھے، شہروں میں حمام لوگوں کی ملاقات کرنے کی خاص جگہ ہوتے تھے، خواتین بھی زنانہ حماموں میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں، مردوں کے حمام دن کے علاوہ رات کو بھی کھلے رہتے تھے، ان حماموں سے متعلق لوسی گارنٹ لکھتی ہے:

> "مسلمانوں کے نزدیک صفائی کا درجہ یقیناً خدا پرستی کے بعد ہی ہے، کیونکہ اس کی تاکید شریعت میں آئی ہے، جن امراض میں عیسائی اور یہودی مبتلا رہتے ہیں، ترک ان سے اکثر محفوظ رہتے ہیں، اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ وہ با قاعدہ پابندی سے غسل کرتے ہیں اور شراب نوشی اور حرام کاری سے پرہیز کرتے ہیں۔"[15]

ان حماموں کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ لوگ آپس میں مل بھی لیتے تھے، غسل وغیرہ بھی کر لیا کرتے تھے ،اس کا اہتمام ہر گھر اور عام استعمال کے لیے شہر کے مختلف حصوں میں موجود ہوتا تھا۔ اس عہد میں حمام کے علاوہ قہوہ خانے کا بھی انتظام عُمدہ طریقے سے کیا جاتا تھا۔ کوئی شہر اور گاؤں ان سے خالی نہیں ہوتا تھا، خاص طور پر شہروں میں بہت کثرت سے پائے جاتے تھے،ان قہوہ خانوں میں لوگ ملاقات کی غرض سے بھی جاتے تھے، وہاں خانگی معاملات سے لے کر ملکی اور غیر ملکی سیاست تک ہر قسم کی باتیں ہوتی تھیں، عوام کو تبادلہ خیالات کا موقع قہوہ خانوں سے بہتر کہیں نہیں ملتا تھا۔ جس طرح ہمارے یہاں خاطر تواضع کے لیے بوتل، چائے اور بسکٹ ضروری چیز ہے، اسی طرح ترکوں کے ہاں قہوہ اور سگرٹ کو اہمیت دی جاتی تھی، لوسی گارنٹ لکھتی ہے کہ اگر آپ دوکان پر کچھ خریدنے جائیں، وہاں بھی دوکاندار نہایت اخلاق کے ساتھ آپ کے سامنے قہوہ کی پیالی ضرور پیش کرے گا۔[16]

viii۔ شادی وبیاہ کے رسم ورواج

شریعتِ اسلامیہ میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے نکاح سے متعلق جو فکرِ اعتدال اور نظریہ پیش کیا ہے وہ بے نظیر اور نہایت جامع ہے، یہی وجہ ہے کہ مسلم دُنیامیں اس نظریے کو عملی شکل دینے کے لیے مہذب اور شائستہ طریقے اختیار کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے عہدِ خلافتِ عثمانیہ بڑی شہرت کی حامل ہے، اس دور میں شادیاں بہت سادگی سے کی جاتی تھیں، عام مزدور پیشہ لوگ صرف ایک ہی شادی کرتے تھے، غریب لوگوں کو اخراجات کا مسئلہ درپیش ہوتا تھا، دوسری شادی کے معنی یہ تھے کہ نئی بیوی کے لئے ایک مکان بھی علیحدہ ہونا چاہئے تھا، دوسری شادی کی نوبت عموماً اُس وقت آتی تھی جب پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، دوسری شادی کرنے سے اخراجات بڑھ جاتے تھے اور گھر میں امن وسکون کی فضا درہم برہم ہو جاتی تھی۔ امراء اور دولت مند لوگوں کے ہاں ایک سے زیادہ شادیوں کی مثالیں بھی کتبِ تاریخ میں موجود ہیں۔[17] لوگ عام طور پر نو عمری میں شادیاں کر لیا کرتے تھے، آزاد عورتوں کی بہ نسبت کنیزوں اور لونڈیوں سے شادی کرنے کو ترجیح دی جاتی تھی، اس لیے کہ آزاد عورت سے شادی کرنے کے باعث زیادہ اخراجات برداشت کرنا پڑتے تھے، اُن کے تحفے تحائف اور دعوت وغیرہ مروجہ رسم ورواج کے مطابق بہت بڑا خرچہ تھا، یہی وجہ ہے کہ غریب تُرک اپنے بیٹے کے لیے آزاد لڑکی کے بجائے کنیز خرید لیا کرتے تھے جس کی تربیت اچھے حرم سرا میں ہوئی ہو، اس طرح کی شادیوں سے یہ امید اور خواہش بھی وابستہ ہوتی تھی کہ ایسی لڑکی اپنی شوہر اور اُس کے والدین کی فرمانبردار رہے گی، اُن کو خوش کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گی۔[18]

ix۔ طرزِ تعمیر کے خصائص

کسی قوم کی تعمیرات کے آثار اُس کے تہذیب وتمدن کا مظہر ہوتے ہیں، اس سے اُن کی خوشحالی اور ترقی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نیز اُن آثار کی روشنی میں اُس قوم کی تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے۔[19] تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے فنِ تعمیر کے بہت سے شاہکار موجود ہیں۔ خلافتِ عثمانیہ کو اس ضمن میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُنہوں نے مسجدِ نبوی ﷺ اور حرم کعبہ کی تعمیر اس محبت کی کروائی ہے کہ مسلمان ہمیشہ تُرکوں کے احسان مند رہیں گے۔[20] توپ کاپی، جامع سلطان احمد، محلات، ہسپتال، بازار، حمام، بڑی بڑی

مار کیٹیں اور پبلک پارک ترکوں کے فن تعمیر کی بہترین مثالیں ہیں۔استنبول کی تزئین وآرائش اس انداز سے کی گئی کہ وہ تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے دنیا کا خوبصورت ترین دار لحکومت بن گیا۔اس کا سب سے بڑا بازار سلیمان اعظم کے زمانہ میں بنایا گیا۔اگرچہ اس بازار کی بنیاد محمد فاتح نے ڈالی تھی، لیکن یہ اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ سلیمان اعظم کے عہد میں تعمیر کیا گیا،اس بازار کے اوپر چھت بنائی گئی ہے ،اس میں چھوٹی بڑی پانچ ہزار دکانیں ہیں جن میں معمولی چیزوں سے لے کر انتہائی قیمتی اور نایاب چیزیں مل سکتی ہیں، یہ اپنی قسم کا دنیا میں سب سے بڑا بازار ہے ،اپنی دل کشی کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے، جو سیاح بھی استنبول آتا ہے اس بازار کو ضرور دیکھتا ہے، بازار کا نام کپالی چارشی ہے۔ سلیمان کے بعد بھی شہر میں خوبصورت عمارتوں کا اضافہ ہوا،ان میں جامع مسجد سلطان احمد اور ینی قابلِ ذکر ہیں،اس میں چار کی بجائے چھ مینار ہیں، چونکہ میں نیلے رنگ کے نقش ونگار کثرت سے ہیں اس لیے اسے نیلی مسجد بھی کہا جاتا ہے۔ ینی مسجد اس خوبی سے بنائی گئی ہے کہ اگر نمازی مسجد کے آخری حصہ پر کھڑا ہو تب بھی اسے امام کی قراءت کی آواز اسی طرح سنائی دے گی جس طرح پہلی صف میں کھڑے ہونے والوں کو سنائی دیتی ہے۔ اس شاندار تہذیب وثقافت کے باعث ترکوں کا خیال تھا کہ دنیا کا کوئی شہر استنبول کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سید علی اس عہد کے امیر البحر تھے، اُنہوں نے بہت سے ممالک کا سفر کیا تھا،ایک مرتبہ اُن سے پوچھا گیا کہ تمہیں کون سا شہر سب سے زیادہ پسند ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے سب سے زیادہ استنبول شہر پسند ہے ،اُس سے وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ ساری دنیا میں کوئی شہر استنبول کی طرح نہیں۔[21] اس سے دیگر شہروں کی خوبصورتی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مکانوں کے لیے فطرتاً خوبصورت مقامات پسند کیے جاتے تھے۔لوسی گارنٹ عثمانیوں کے مکانات کے خصائص یوں نقل کرتی ہے:

> "In provincial towns every house, even poorest, has its own courtyard, if not garden, and its overshadowing mulberry, plane, or acacia tree. Each dwelling, too, is completely detached, so that a considerable space of ground is covered by a comparatively sparse population. The dwelling of the artisans and working classes generally, differ from those of the same rank belonging to other nationalities only in having latticed blinds on their streetward windows, being two-stories cottages with an outside staircase and broad landing covered by the pent of the roof. The abode of a middle-class family is much more spacious. It is generally surrounded on three sides by garden and courtyard, the fourth abutting on the street, over which the upper story projects about two feet. The walls are often colored a deep red.[22]"

"ہر صوبہ کے شہروں کے ہر مکان میں خواہ وہ غریب سے غریب آدمی کا ہو،اگر باغیچہ نہیں تو ایک صحن ضرور ہوتا ہے، اور اس میں شہتوت اور چنار وغیرہ کے درخت لگے ہوتے ہیں، ہر مکان دوسرے مکان سے بالکل الگ ہوتا ہے، چنانچہ زمین کا ایک بڑا رقبہ چھدری آبادی سے بھر جاتا ہے،ترک کاریگروں اور مزدور پیشہ جماعت کے مکانوں اور اسی پیشہ کے دوسری قوم والوں کے مکانوں میں عموماً یہ فرق ہوتا ہے کہ کاریگروں کے مکانوں میں سڑک کی طرف کی کھڑکیوں میں

جھلملیاں لگی ہوتی ہیں، متوسط طبقہ کے مکانات زیادہ وسیع ہوتے ہیں، ان کے تین اطراف، صحن اور چمن ہوتا ہے اور سڑک کی طرف دومنزلہ حصہ دوفٹ آگے نکلا رہتا ہے، دیواریں عموماً گہرے سرخ رنگ کی ہوتی ہیں"

لوسی گارنٹ سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں تُرکی گئی تھی، اُس نے ترکوں کی سماجی زندگی کے بارے جو کچھ لکھے ہے، وہ اُس کے ذاتی مشاہدات ہیں۔ڈرائنگ روم کے لیے دیوار سے متصل قریباً دوہاتھ چوڑے اور دیوار کے طول کے برابر لمبے چبوترے بنے ہوتے ہیں، اوران پر گدا بچا ہوتا ہے، ڈرائنگ روم اکثر عُمدہ ترکش قالین سے آراستہ ہوتا تھا۔[23] عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر بہت سے ہسپتال قائم کیے گئے تھے، یہ ہسپتال اپنی خوبصورتی، دلکشی اور حسن و جمال کے اعتبار سے مثالی ادارے تھے، ان میں مریضوں کو کھانا بھی دیا جاتا تھا ۔علاج معالجے کی سہولیات بلا تفریق مذہب مفت مہیا کی جاتی تھیں۔[24]

x۔ شہری زندگی کے اوصاف

کسی بھی ملک میں شہری زندگی نہایت پر سکون اور آرام دہ ہوتی ہیں۔ سہولیاتِ زندگی بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں شہری زندگی انتہائی سنجیدہ نوعیت کی تھی۔ سڑکوں پر جھگڑے فساد نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے، لوگ آتے جاتے ایک دوسرے سے سلام کیا کرتے تھے، پیدل چلنے والے تنگ سڑکوں میں ایک دوسرے کے لیے نہایت خوش اخلاقی کے ساتھ راستہ خالی کر دیا کرتے تھے۔امن اور جنگ دونوں حالتوں میں سڑکیں محفوظ رہتی تھیں، کسی طرح کی کوئی ڈکیتی اور چوری ایسی بُرائیاں نہیں پائی جاتی تھیں، شاہراہوں اور بڑی سڑکوں پر پوری حفاظت اور سلامتی کے ساتھ سفر کیا جاتا تھا، مسافروں کی کثرت کے باوجود حادثات بہت کم ہوتے تھے۔[25] اس ضمن میں مسز جیار جینا میکس ملر کا بیان کسی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا:

> " سڑکوں پر عام طور پر لوگوں کی کثرت ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود سڑکوں پر جھگڑا فساد شاذو نادر ہوتا ہے، مگر جو چیز سیاح کے دل سے کبھی محو نہیں ہوسکتی وہ سڑکوں پر بدمست عورتیں اور بدمست مردوں کا نہ ہونا ہے، اگر کہیں کوئی مخمور دیکھا بھی جائے گا تو وہ یقینی ترک نہ ہوگا، اس صفت کی قدر اس وقت بڑھ جاتی ہے۔ خیال رہے کہ ہمارے شہروں میں ہر ایک جھگڑا فساد اور ارتکاب جرم کا سبب یہی شراب خوری ہے۔یہاں عام سڑکوں پر ایک اور حیرت انگیز چیز جس سے ایک یورپین سیاح کو استعجاب ہوتا ہے، وہ علانیہ بداخلاقیوں کا نہ پایا جاناہے، بالخصوص ترکی عورت اس صفت سے زیادہ متصف ہیں۔"[26]

اس اقتباس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ تُرکوں کی شہری زندگی بڑی پُرسکون ہوتی تھی، یہ قوم کافی حدتک سلجھی ہوئی تھی، ایک دوسرے کا ادب واحترام اور احساس زندہ قوموں کے ہی نصیب میں آتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کی فطرت اور اصلیت معلوم کرنی ہو تو اُس کے ساتھ سفر کیا جائے، ترکوں کے سفر کتنے خوشگوار ہوتے تھے، مسز جیار کے تاثر سے واضح ہے۔

3۔ خلاصہ بحث

تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں عہدِ خلافت اپنی کثیر جہتی تہذیب و تمدن کے پیش نظر منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بہت سے غیر مسلم مؤرخین نے بھی تعریف کی ہے اور ان کی سماجی زندگی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اس تہذیبی دور میں اسلامی روایات کو پروان چڑھانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا گیا ہے، خواتین بلا خوف و خطر سفر کر سکتی تھیں، کوئی شخص اُن کو نظرِ بد سے نہیں دیکھتا تھا۔ غلاموں اور کنیزوں کو رکھنے کا بھی عام رواج تھا، بہت سے مرد آزاد عورت کی بجائے لونڈیوں سے شادی کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کے اخلاق نہایت عمدہ اور پروقار تھے۔ مہمان نوازی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے، قہوہ کے بہت شوقین تھے۔ شراب نوشی، جوئے اور قمار سے نفرت کرتے تھے، صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ امراء اور معزز عہدے داروں کے علاوہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی بھی خوش سلیقگی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ کھانے پینے میں کفایت شعار تھے، والدین سے بہت پیار کرنے والے تھے۔ اُن کے فنِ تعمیر میں مسجد نبوی ﷺ، حرم کعبہ، توپ کاپی اور جامع سلطان احمد بڑی اہمیت کے حامل ہیں، مکان بہت سادہ اور ہموار تعمیر کیے جاتے تھے، گھروں کے صحن میں درخت اور باغیچے لگائے جاتے تھے، زمینوں میں باقاعدہ باغات لگائے جاتے تھے۔، ہسپتالوں اور رفاہِ عامہ کے کاموں کا انتظام کیا جاتا تھا، اُن کا طرز معاشرت آج کے دور کے لئے بھی ایک بہترین نمونہ ہے۔ بلاشبہ اس مخصوص دور میں سماجی زندگی مثالی حیثیت کی تھی۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں اس دور کی سماجی زندگی کے خصائص تحریر کیے گئے ہیں تاکہ علمی حلقوں میں تحقیق و جستجو کی مزید راہیں ہموار ہو سکیں۔

References

[1] *Edwin Pears, Turkey and its People, (Methuen & Co.LTD. 36 Essex street W.C, London, 1911)P:119*

[2] خالد خلیل، ترکوں کی معاشرت، مترجم: محمد حسن خان، (مطبع مفید عام آگرہ، انڈیا، 1905ء)، ص:70

[3] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، (مہتاب پریس، دہلی، 1965ء)، ص:45

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، حدیث نمبر:902

[5] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، ص:70

[6] *Edwin Pears, Turkey and its People, P:31-32*

[7] الاسراء 37:17

[8] رشید اختر ندوی، مسلمان حکمران، (سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2009ء)، ص:405

[9] الرعد 13:43

[10] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، ص:71

[11] اسماعیل حق، دولت عثمانیہ کے علمی تنظیمات، (ترک تاریخ ادارہ، انقرہ، 1984ء)، ص:45-65

[12] ڈاکٹر محمد عزیر، تاریخ دولت عثمانیہ، (ناصر شہزاد پرنٹرز، لاہور، 2014ء)، ج:2، ص:382-383

[13] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، ص:71

[14] *Justin McCarthy and Carolyn McCarthy, Turkey and the Turks, P:253*

[15] *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country, (G.P. Putnam's sons, London, 1904), P:39*

[16] *Edwin Pears, Turkey and its People,, P:39*

[17] *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country,P:24*

[18] عدنان محمود سلمان، تاریخ الدولۃ العثمانیۃ، (منشورات مؤسسۃ فیصل للتمویل، استنبول، ترکی، 1990ء)، ص:40-90

[19] منشی محمد خلیل الرحمن، اخبار الاندلس، (کواپریٹو پریس، لاہور، 1340ھ)، ج:3، ص:589

[20] سید زید زمان حامد، سلطان محمد فاتح، (براس ٹیکس، راولپنڈی، 2015ء)، ص:42

[21] ثروت صولت، ملتِ اسلامیہ کی مختصر تاریخ، (مکتبہ جدید پریس، لاہور، 2014ء)، ج:2، ص:232

[22] *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country, P:24*

[23] شبلی نعمانی، سفر نامہ روم و مصر و شام، ص:43

[24] علی محمد محمد اصلابی، الدولۃ العثمانیۃ عوامل النهوض واسباب السقوط، (مکتبۃ العبیکان، 1999)، ص:142

[25] محمد فرید بک، تاریخ الدولۃ العلیۃ العثمانیۃ، تحقیق: احسان حقی، (دار النفائس، بیروت، 1401ھ)، ص:78

[26] مسز جیار جینا میکس ملر، سیاحت قسطنطنیہ، مترجم: سید رشید الدین، (مفید عام آگرہ، 1976)، ص:23

1. *Edwin Pears, Turkey and its People, (Methuen & Co.LTD. 36 Essex street W.C, London, 1911)P:119*
2. Khalid Khalil, Turkon ki moashrat, mutarjam: Muhammad Hassan Khan,(mufeed aam aagra, india, 1905),p:70
3. Shibli Nomani, safar nama room o misar o sham,(Mahtab press, Dhali, 1965), P: 45
4. Bukhari, Muhammad bin Ismael, Sahih Bukhari, Hadith No: 902
5. Shibli Nomani, safar nama room o misar o sham, P: 70
6. *Edwin Pears, Turkey and its People, P:31-32*
7. Al-Asra17:37
8. Rasheed Akhter Nadvi, Muslman Hukran, (Sangay Meel Publications, Lahore, 2009),P:405
9. Al-Raad 13:43
10. Shibli Nomani, safar nama room o misar o sham, P: 71
11. Ismaeel Haq, Dolt-e-Usmania k Ilmi Tanzeemat, (Turk Tarikh Idarah, Anqra, 1984),P: 45-65
12. Dactor Muhammad Uzair, Tarikh Dolt-e-Usmania,(Nasir Shahzad Printers, Lahore, 2014), V:2,P:382-383
13. Shibli Nomani, safar nama room o misar o sham, P: 71
14. *Justin McCarthy and Carolyn McCarthy, Turkey and the Turks, P:253*

15. *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country, (G.P. Putnam's sons, London, 1904), P:39*
16. *Edwin Pears, Turkey and its People,, P:39*
17. *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country,P:24*
18. *Adnan Mahmood Sulman, Tarikh Dolat-ul-Usmania, (manshoorat Moassasat-ul-Faisal litamveel, Istinmbol, Turkey, 1990), P:40-90*
19. *Munshi Muhammad Khalil-ul-Rahman, Akhbaar-ul-Undlas, (Cooperative Press, Lahore, 1340), V:3,P:589*
20. *Syed Zaid Zaman Hamid, Sultan Muhammad Fateh,(Baras Tax, Rawalpindi, 2015),P:42*
21. *Sarwat Solat, Milat-e-Islamia ki Mukhtasir Tarikh,(Maktba Jadeed Press, Lahore, 2014), V: 2,P: 232*
22. *Lucy M.J. Garnett, Turkish life in town and country, P:24*
23. Shibli Nomani, safar nama room o misar o sham, P: 43
24. Ali Muhammad Muhammad Aslabi, Al-Dolat-ul-Usmania Awamil Al-Nuhood wa Asbab-ul-Saqoot,(Maktabat-ul-Abeekan, 1999)P: 142
25. Muhammad Fareed Bek, Tarikh-ul-dolat-ul-Ulyatul Usmania, Tahqeeq: Ahsan Haqi, (Dar-ul-Nifaas, Beroot, 1401),P:78
26. Miss Jiyaar Jeena Milars, Siahat Qustantunya, Mutarjam: syed Rasheed-ul-Deen, I Mufeed Aaam Agra, P:29